کلمۃ الحرمین

سید اکرام الحق جاوید

جشن آزادی۔۔۔تخریب کاری کا خوف طاری

اس بار جشن آزادی ایک منفرد خوف کے ساتھ منایا گیا کہ پورے ملک میں تخریب کاری کا اندیشہ تھا۔ اسلام آباد سمیت تمام بڑے شہروں میں فوج پولیس اور رینجرز کے حفاظتی دستے کھڑے دکھائی دیئے جو کسی ناگہانی آفت سے نمٹنے کیلئے تیار دکھائی دے رہے تھے ۔حکومت کی خفیہ ایجنسیوں نے وقت سے پہلے چوکنا کر دیا تھا کہ دیکھنا! ہوشیار رہنا۔ کہیں بھی کچھ ہوسکتا ہے ۔جشن آزادی کے موقع پر 13 / اگست کی نصف شب آتشبازی چلانا وفاقی وزیر اطلاعات شیخ رشید کا ''مستقل شو'' ہوا کرتا ہے ۔ اور اس آتشبازی کو آگ دکھانے سے قبل ایک جلسہ عام بھی ہوا کرتا ہے لیکن اس بار نہ اس جلسے میں وزیر اعظم شجاعت آئے اور نہ مستقبل کے وزیر اعظم شوکت عزیز۔ بلکہ اس خوف سے کہ آتشبازی سے قبل اجتماع میں تخریب کاری ہوسکتی ہے ''شو'' ناکام رہا۔ تخریب کاری تو نہ ہوئی تاہم آتش بازی چلا کر خود ساختہ تخریب کاری اور آتش بازی ضرور کی گئی ۔تخریب کاری کے مہیب سائے ہر شخص کو پریشان کر رہے ہیں ۔اب تو معمولی اجتماعات ، میلے ٹھیلے، عرس، جلسے ، گیارھویں کی محفلیں ، قل اور چہلم ، کچھ بھی تو محفوظ نہیں ہے ۔ کسی جگہ بھی دھماکے ہو سکتے ہیں ۔ کسی کو کہیں بھی خون میں غسل دیا جا سکتا ہے۔ صدر، وزیر اعظم ، وزراء، وزرائے اعلیٰ اور گورنر سمیت عام شہری کوئی بھی محفوظ نہیں ۔ بسوں میں، ریل گاڑیوں میں، سبزی منڈیوں اور پُر رونق چوراہوں ، غرضیکہ جہاں چار آدمی اکٹھے ہو سکتے ہیں یہی خطرہ لاحق رہتا ہے کہ کہیں بھی دھماکہ ہوسکتا ہے ۔ اب تو مائیں اپنے بچوں کو سکول بھیجتے ہوئے اس غم میں مبتلا رہتی ہیں کہ نہ جانے وہ اپنے بچے کو آخری بار تیار کر کے سکول بھجوا رہی ہیں ۔ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں نمازی، پولیس کی حفاظت میں نمازیں اور خطباتِ جمعہ ادا کرتے ہیں ۔ دوران نماز پچھلی صفوں کے نمازیوں کے تو دورانِ نماز، خشوع وخضوع میں بھی بعض اوقات خلل واقع ہو جاتا ہے کہ کب کوئی گولی پیچھے سے ان کو آ لگے گی اور وہ شہید ہو جائیں گے ۔ یہ سب کچھ اپنوں کا عطیہ ہے ۔ یہ کام وہ لوگ کر رہے ہیں جو انسانیت کے دشمن ہیں جو اس ملک میں اغیار کے آلہ کار ہیں اور اپنے معمولی مفاد کیلئے وہ

انسانی جانوں سے اس طرح بے باکی کے ساتھ کھیل رہے ہیں جیسے بچے سادگی کے ساتھ پھول کو توڑ کر اس کی پتیاں جگہ جگہ بکھیر دیں۔

حکومت نے اب تک تخریب کاری کے واقعات میں ملوث جن لوگوں کو گرفتار کیا ہے ان میں سے اکثریت کا تعلق کسی نہ کسی طرح اسلام کا نام لینے والی تنظیموں سے جاملا ہے۔ حالانکہ اسلام میں تخریب کاری ہے نہ تخریب کاری میں اسلام۔ پکڑے جانے والے وہ لوگ جو انسانی زندگی سے کھیل رہے ہوتے ہیں، بتاتے ہیں کہ ان کو یہ ٹارگٹ فلاں تنظیم نے الاٹ کیا تھا۔ اور بتایا تھا کہ جنت کی حوریں تمہارے انتظار میں ہیں۔ تم واردات میں اگر کام آ گئے تو سیدھے جنت میں جاؤ گے۔ اس لئے کہ تم سچے اور دیانتدار شہید ہو۔ اور تمہارے اس فعل میں کوئی ریا کاری اور دکھلاوا نہیں۔ چنانچہ کچے ذہن کا وہ نوجوان اپنی آخرت سدھارنے میدان میں نکل پڑتا ہے۔ حالانکہ اس تخریب کاری کے وقوعہ میں شیطان اس کا بھرپور ساتھ دیتا ہے جو اسے جذبات کی دنیا سے باہر نکلنے ہی نہیں دیتا اور نہ اسے سوچنے کی مہلت دیتا ہے کہ وہ کیا کرنے جارہا ہے۔

مذہبی جنون جب کناروں سے ابل پڑتا ہے تو پھر اس کا نشانہ بننے والا شخص اس حد تک باؤلا ہو جاتا ہے کہ اس سے کچھ بھی کروالیا جائے، وہ کر گزرے گا۔ چنانچہ جذباتی شخص ایسے ایسے کارنامے انجام دینے پر تُل جاتا ہے کہ عقل بھی ماتم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ سوچا جائے تو یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ کوئی مذہب بھی تخریب کاری کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام جو کہ خالصتاً امن کا مذہب ہے وہ کیسے تخریب کاری کی حوصلہ افزائی کرسکتا ہے۔ آج وطن عزیز کو بھارت کا خطرہ کم، خود پاکستانیوں کے خطرہ سے زیادہ دوچار ہے۔ بس خطرہ ہے تو اندرون ملک اور اپنے پاکستانیوں سے۔ یہ درست ہے کہ پاکستان میں امریکہ دشمنی کے جذبات میں شدت آئی ہے اور وہ پہلے سے کہیں زیادہ ردّعمل دکھا رہے ہیں لیکن تخریب کاروں کو یہ سوچنا چاہئے کہ ان کے ان ہتھکنڈوں سے امریکہ کو تو کوئی ضعف نہیں پہنچا۔ اپنے وطن کے، اپنے پاکستانی معصوم اور بے گناہ لوگ مر رہے ہیں۔ جن کا جاتا ہے انہی کا ہی جاتا ہے۔ لیکن اب عوام یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ تخریب کاری کا مقصد پورا نہیں ہوا۔ اپنے شہری مار کر نہ تو صدر بش کے اقتدار کا سنگھاسن ڈولا ہے نہ صدر مشرف ہی عاجز آئے ہیں۔ تخریب کاری میں ملوث یہ وہی لوگ ہیں کہ جن کے عزیز واقارب کسی نہ کسی طور یا تو تخریب کاری کرتے ہوئے کام آئے ہیں۔ یا وہ پولیس کی تفتیش کاٹ رہے ہیں۔ تخریبی سرگرمیوں میں

ایسے لوگ بھی شامل ہیں کہ جن کے تعلق والے یا تو افغانستان میں جہاد کرتے ہوئے افغانیوں کی جیلوں میں بند ہیں یا امریکہ انہیں گوانتا ناموبے لے گیا ہے۔ جہاں ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور ان کی رہائی کیلئے کوئی تحریک نہیں چلائی جارہی۔ بہت سے علماء، جید راہنماؤں اور عظیم لوگوں کی جانیں تلف ہونے کے صدمے میں گھائل افراد بھی کسی نہ کسی طرح اس تخریب کاری میں ملوث ہو گئے ہیں۔ یہ صورتحال اس شاعر کے شعر پر پورا اترتی ہے۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں مر جائیں گے　　　　مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے؟

جدائی کی آگ، اپنوں کے زیر تفتیش تکلیفوں کے صدمات، آتش انتقام اور کچھ نہ کچھ کرگزرنے کے عزم اور اس کے جذبات نے بھی تخریب کاری کو مزید تیز کیا ہے اور ہوا دی ہے حکومت سے بدلے لینے کی سازش پکڑی جاتی ہے تو غم وغصہ مزید بڑھ جاتا ہے۔ اور اڑنے بھی نہ پائے تھے کہ گرفتار ہوئے ہم۔ والی بات ہو جاتی ہے، تخریب کار انسانوں اور انسانیت کی کوئی خدمت نہیں کر رہے۔ خودکش حملوں کا سلسلہ برصغیر میں راجیو کے قتل سے شروع ہوا اور ابھی تک جاری ہے۔ فلسطین میں جب آغاز ہوا تو پھر یہ طریقہ سرحدیں عبور کرتا کراتا عراق اور سعودی عرب تک بھی جا پہنچا ہے۔ وفاقی وزیر داخلہ نے اسمبلی کے فلور پر واضح طور پر کہا ہے کہ القاعدہ کے تخریب کاروں کا تعلق دینی جماعتوں سے ثابت ہو چکا ہے تخریب کاری کرنے اور روکنے کیلئے ایک دوسرے کے مدّ مقابل ہے۔ کبھی وہ جیت جاتے ہیں، کبھی وہ۔ وانا میں جو آپریشن ہوا ہے وہ بھی ان تخریبی کاروائیوں میں بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔ حکومت کہتی ہے کہ اس کے پاس فوج ہے۔ اس لئے وہ بزور طاقت تخریب کاری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی۔ جبکہ قبائلی عوام کہتے ہیں کہ ہم نے گھر کے برتنوں کی طرح اسلحہ دیکھا ہے۔ ہم قبائل بذات خود طاقت ہیں۔ ہم بھی گولی کی زبان سے بولنا جانتے ہیں۔ بھلا ہم حکومت پاکستان سے کیوں کم ہیں، ہم برابر کی طاقت ہیں۔ اور ڈٹ کر فوج کا مقابلہ کریں گے اسی صورتحال کے پیش نظر اسلام آباد کو ایک عرصے سے خطرہ قرار دے دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خفیہ ایجنسیوں کی نظر میں ہر ڈاڑھی والا اور ہر مونچھوں والا خطرناک ہے۔ تخریب کاروں نے پوری قوم کو ذلیل ورسوا کر کے رکھ دیا ہے۔ اب یہاں کوئی پاک صاف، معزز اور شریف نہیں ہے۔ ہر شخص مشکوک ہے، ہر شخصیت متنازعہ اور ہر فرد دھماکہ آور دکھائی دیتا ہے۔ نہ جانے کون کہاں اپنے جسم پر بم باندھ کر بیٹھا ہو اور اپنے ساتھ بس میں بیٹھے بیسیوں مسافروں کو لے ڈوبے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام دینی جماعتیں دہشت گردی کی ترغیب دینا بند کر کے امن، امن کا پرچار کریں۔اور اپنے تمام عہدیداروں، نمازیوں اور کارکنوں کو سختی سے پابند کریں کہ وہ اپنی زندگیاں ضائع کریں، نہ قوم کو برباد کریں۔یہ ملک اپنا ہے یہ تمام لوگ جو کسی بھی مذہب، رنگ اور نسل کے ہیں۔اپنے بہن بھائی ہیں۔وطن عزیز کے ماحول کو کشیدہ کرنے کی بجائے سازگار بنائیں۔خودکش حملے کرنے کے جذبات کو ٹھنڈا کریں۔خودکش حملے کرنے والے لوگ بھی تو ہمارے ہی بہن بھائی اور قیمتی اثاثہ ہیں۔ان کے اس جذبے کو مثبت رنگ دے کر قوم کے کام لایا جائے۔اصلاح معاشرہ اور اتحاد بین المسلمین کی تحریکوں کو ابھارا جائے۔ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ پروان چڑھایا جائے۔کیونکہ پچھلے پندرہ بیس سالوں میں انہی دینی قوتوں نے یہ جذبہ فروغ دیا تھا کہ جو پسند نہ آئے، اسے ماردو، جو اختلاف کرے اسے کافر قرار دے دو۔جو ہاں میں ہاں نہ ملائے اسے مزا چکھادو۔اب نتیجہ ہم نے دیکھ لیا ہے، اب ریورس گیئر لگنا چاہیئے۔ہمیں واپس اپنے اپنے خیموں میں آجانا چاہیئے۔وطن، میدان جنگ نہیں ہوا کرتا۔یہاں ایک گلی، ایک محلے اور ایک شہر میں رہتے ہوئے ہمیں ایک دوسرے پر جو اعتماد اور اطمینان تھا وہ غارت ہوگیا۔اب ہمیں پھر سے محبتوں کے چراغ جلانا ہوں گے۔اعتماد کے پھول اُگانا ہوں گے۔امن وآشتی کے تحائف کا ایک دوسرے سے تبادلہ کرنا ہوگا۔اور پھر سے ایک دوسرے کی جان و مال، عزت وآبرو اور مفادات کے تحفظ کا عہد کرنا ہوگا۔یہی دین ہے۔یہ ایمان اور یہی اسلام کا پیغام ہے۔ہم نے برسوں پرانا عہد توڑ ڈالا۔ہمیں صدیوں پرانا سبق پھر سے یاد کرنا ہوگا۔ہمیں ایک دوسرے پر پھر سے اپنا اعتماد بحال کرنا ہوگا۔آج ہم سے ہر ایک کا مطالبہ یہی ہے کہ یہ اپنا ملک ہے، یہ اپنے لوگ ہیں، یہ اپنی گلیاں اور اپنی مساجد ہیں یہ بیگانی کیوں ہوتی جارہی ہیں؟ ہم سے ہر شخص دوسرے کیلئے قابل احترام ہے۔اختلاف کی گنجائش اس حد تک ہے کہ جس کی ہمارا مذہب اجازت دیتا ہے دشمن کے خلاف جہاد کا اعلان مذہبی طور پر کوئی تنظیم نہیں کرسکتی۔یہ حق صرف اور صرف حکومتِ وقت کو حاصل ہوتا ہے خواہ وہ اسلامی حکومت چھوٹی سی ہی کیوں نہ ہو۔ہم ایک علیحدہ قوم ہیں۔ہمارا الگ تشخص ہے اور ہماری ضروریات بھی دوسروں سے مختلف ہیں۔ہم جب اسلام کی بات عالمی سطح پر کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اسلام تو امن کا مذہب ہے۔لیکن خود ہمارے چاروں صوبے اور پانچ فٹ کا بدن اسلام کے پیغام امن اور شائستگی سے عاری اور محروم ہے۔اسلام کی مالا جپنے والی تنظیمیں یہ نہیں بتا سکتیں کہ اسلام نے کبھی یہ کہا ہو کہ اپنی من مانی کارروائیوں کیلئے وطن عزیز کے لوگوں کو خوف وہراس میں مبتلا

کر دو اور ان کی زندگی کو غیر یقینی صورتحال سے دو چار کر دو۔ آج ہمارا ملک تجارتی طور پر یتیم ہوتا جارہا ہے ۔کاروبار کی بساط لپٹی جارہی ہے اور سرمایہ کاری رکتی جارہی ہے۔

فروغِ اسلام کے ابتدائی ایام میں کافروں کو اسلام کی دعوت دینے اور نہ ماننے کی صورت میں جنگ کرنے والے مجاہدین کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ محکوم قوم کے بوڑھوں ،عورتوں ،بچوں اور اپنا دروازہ بند کر لینے والوں کے اوپر ہاتھ نہ اٹھایا جائے گا۔ان کی عبادت گاہوں باغ اور کھیتوں کو تہہ و بالا نہیں کیا جائے گا۔تمام زیر دست لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے گا۔آج اپنے ہی ملک میں اسلام کا نام لینے والے لوگ انہی فرامین کو پاؤں تلے روندتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں کہ وہ اسلام پھیلا رہے ہیں ۔انہیں ذہن میں یہ بات رکھنی چاہئے کہ قوم اس وقت ہی قوم بنتی ہے جب اس کا اپنا علاقہ یا ملک بھی ہو۔ پاکستانی قوم بنانے کیلئے پاکستان کا یہ ٹکڑا بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا ہے۔ اللہ اس وطن کے حصول کیلئے دی گئی قربانیاں تو نہ ضائع کریں!!!

رئیس الجامعہ کیلئے دعائے صحت

رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر کچھ عرصہ قبل ٹخنے میں فریکچر کے باعث صاحب فراش رہے۔اب الحمدللہ روبصحت ہیں۔قارئین سے ان کی اور دیگر تمام بیماروں کی شفائے کاملہ وعاجلہ کی دعا کیلئے درخواست ہے۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور کے زیر اہتمام

سالانہ تقریب تکمیل بخاری شریف

مورخہ یکم شعبان ۱۴۲۵ھ بمطابق ۱۷ستمبر ۲۰۰۴م بروز جمعۃ المبارک جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور میں سالانہ تقریب تکمیل بخاری شریف منعقد ہورہی ہے۔جس میں خطبہ جمعۃ المبارک پروفیسر محمد ابراہیم بھٹی آف کراچی جبکہ درس بخاری شریف ڈاکٹر عبدالرشید اظہر اسلام آباد ارشاد فرمائیں گے۔اس موقع پر منعقد ہونے جلسہ عام خطیب قرآن مولانا قاری عبدالرحیم کلیم ڈی جی خان اور مولانا حافظ محمد اسلم حنیف لیاقت پور نماز جمعہ سے قبل اور نماز جمعہ کے بعد شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالحمید ازھر اسلام آباد و حضرت مولانا سید عتیق الرحمٰن شاہ محمدی واہ کینٹ خطاب فرمائیں گے۔

منجانب۔شعبہ نشر و اشاعت جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور ضلع رحیم یار خان۔